آیت نمبر(45تا50)

ذ ع ن

(س) ذَعْنًا مطیع وفرمانبردار ہونا۔حق ماننا۔

(افعال) اِذْعَانًا ثلاثی مجرد کا ہم معنی ہے۔

مُذْعِنٌ اسم الفاعل ہے۔مطیع ہونے والا۔ماننے والا۔زیر مطالعہ آیت۔49

ح ی ف

(ض) حَيْفًا کسی پر زیادتی کرنا۔ناانصافی کرنا۔زیر مطالعہ آیت۔50۔

ترجمہ

وَاللّٰهُ	خَلَقَ	كُلَّ دَآبَّةٍ	مِّنْ مَّآءٍ	فَمِنْهُمْ
اوراللہ نے	پیدا کیا	ہرایک چلنے والے جاندار کو	ایک پانی سے	توان میں وہ بھی ہیں

مَّنْ يَّمْشِيْ	عَلٰى بَطْنِهٖ	وَمِنْهُمْ مَّنْ	يَّمْشِيْ	عَلٰى رِجْلَيْنِ
چلتے ہیں	اپنے پیٹ پر	اوران میں وہ بھی ہیں جو	چلتے ہیں	دوٹانگوں پر

وَمِنْهُمْ مَّنْ	يَّمْشِيْ	عَلٰٓى اَرْبَعٍ	يَخْلُقُ	اللّٰهُ	مَا	يَشَآءُ
اوران میں وہ بھی ہیں جو	چلتے ہیں	چار پر	پیدا کرتا ہے	اللہ	وہ جو	وہ چاہتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ ﴿45﴾	لَقَدْ اَنْزَلْنَآ	اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ
بیشک اللہ	ہرچیز پر	قدرت رکھنے والا ہے	بیشک ہم نے اتاری ہے	خوب واضح کرنے والی نشانیاں

وَاللّٰهُ	يَهْدِيْ	مَنْ	يَّشَآءُ	اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿46﴾	وَيَقُوْلُوْنَ
بیشک اللہ	ہدایت دیتا ہے	اس کو جسے	وہ چاہتا ہے	ایک سیدھے راستے کی طرف	اورلوگ کہتے ہیں

اٰمَنَّا	بِاللّٰهِ	وَبِالرَّسُوْلِ	وَاَطَعْنَا	ثُمَّ
ہم ایمان لائے	اللہ پر	اوران رسولؐ پر	اورہم نے اطاعت کی	پھر

يَتَوَلّٰى	فَرِيْقٌ	مِّنْهُمْ	مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ	وَمَآ اُولٰٓئِكَ	بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿47﴾
روگردانی کرتا ہے	ایک فریق	ان میں سے	اس (اقرار) کے بعد	اوروہ لوگ نہیں ہیں	ایمان لانے والے

وَاِذَا	دُعُوْٓا	اِلَى اللّٰهِ	وَرَسُوْلِهٖ	لِيَحْكُمَ	بَيْنَهُمْ
اورجب	ان کو بلایا جاتا ہے	اللہ کی طرف	اوراس کے رسول کی طرف	تاکہ وہ فیصلہ کریں	ان کے درمیان

اِذَا	فَرِيْقٌ	مِّنْهُمْ	مُّعْرِضُوْنَ ﴿٤٨﴾	وَاِنْ	يَّكُنْ	لَّهُمُ	1380 الْحَقُّ
تب ہی	ایک فریق	ان میں سے	اعراض کرنے والا ہوتا ہے	اور اگر	ہوتا ہے	ان کے لئے	حق

يَاْتُوْٓا	اِلَيْهِ	مُذْعِنِيْنَ ﴿٤٩﴾	اَ	فِيْ قُلُوْبِهِمْ	مَّرَضٌ
تو وہ آتے ہیں	اس (فیصلہ) کی طرف	ماننے والے ہوتے ہوئے	کیا	ان کے دلوں میں	کوئی مرض ہے

اَمِ	ارْتَابُوْٓا	اَمْ	يَخَافُوْنَ	اَنْ	يَّحِيْفَ	اللّٰهُ	عَلَيْهِمْ
یا	وہ شبہ میں پڑ گئے	یا	وہ ڈرتے ہیں	کہ	ناانصافی کرے گا	اللہ	ان کے خلاف

وَرَسُوْلُهٗ	بَلْ	اُولٰٓئِكَ	هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٥٠﴾
اور اس کا رسولؐ	بلکہ	وہ لوگ	ہی ظلم کرنے والے ہیں

نوٹ:1

آیت۔47۔ سے معلوم ہوگیا ہے کہ کلمہ پڑھ لینے اور قرآن کا دعوی کرنے سے ایمان کا حق پورا نہیں ہوجاتا۔ بلکہ اس کے لئے شرط لازم ہے کہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بے چون وچرا اطاعت کی جائے۔ اگر کوئی شخص یہ شرط پوری نہیں کرتا تو وہ اللہ کے نزدیک مومن نہیں ہے۔ پھر آیت۔48۔49۔ میں اس قاعدۂ کلیہ کی وضاحت منافقوں کے ایک مخصوص طرز عمل کے حوالہ سے کی گئی ہے۔ ابتداءً جب تک اطراف مدینہ میں یہود اپنے اپنے حلقوں میں اثر ورسوخ رکھتے تھے، منافقین کی یہ روش رہی کہ وہ اپنے مقدمے ان ہی کی عدالتوں میں لے جاتے تھے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یہود نے شریعت الٰہی میں تحریف کرکے اس کو خواہشات نفس کے سانچے میں ڈھال لیا ہے۔ اور دوسری وجہ یہ تھی کہ ان کے حکام کو رشوت دے کر خریدا جاسکتا ہے۔ اس صورت حال سے منافقین یہ فائدہ اٹھاتے ہیں کہ اگر ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت سے حسب منشاء فیصلہ حاصل کرنے کی توقع ہوتی تب تو اپنے ایمان واسلام کی نمائش کرتے ہوئے آپؐ کی عدالت میں مقدمہ لاتے اور اگر یہ توقع نہ ہوتی تو یہود کی عدالتوں سے رجوع کرتے۔ (تدبر قرآن سے ماخوذ)

یہ سوچنا درست نہیں ہیں کہ مدینے کے منافقوں کے خاتمے کے ساتھ یہ روش بھی ختم ہوگئی۔ یہ ذہنیت ہر دور میں سرگرم عمل رہی ہے اور آج بھی ہے۔ ہمارے درمیان ایسے مسلمان بھی ہیں جو اسلامی قوانین کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ تو وحشیانہ قانون ہے، یہ تو عورتوں پر ظلم ہے، یہ تو مزدوروں کے ساتھ بڑی زیادتی ہے وغیرہ۔ اور اسلامی قوانین میں جب کوئی ان کے مطلب کی بات سامنے آتی ہے تو پھر یہی لوگ اسلام کا ڈھنڈھورا پیٹتے ہیں کہ دیکھو اسلام یہ کہتا ہے۔ شریعت کا یہ تقاضہ ہے کہ اس پر عمل ہونا چاہیے۔ (حافظ احمد یار صاحب کے کیسٹ سے ماخوذ)

آیت نمبر (51 تا 54)

ترکیب

(آیت۔51) قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ کے مضاف قَوْلَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ كَانَ کی خبر ہے جبکہ آگے پورہ فقرہ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا اس کا اسم ہے۔ یہاں كَانَ آفاقی صداقت کا بیان ہے اس لئے اس کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ دیکھیں آیت۔2/البقرۃ:49۔ نوٹ۔2 (آیت۔52)۔ مَنْ شرطیہ ہے۔ اس لئے يُطِعْ۔ يَخْشَ اور يَتَّقِ، یہ سب مضارع مجزوم ہیں۔ نوٹ کریں کہ مجزوم ہونے کی وجہ سے مضارع يَتَّقِيْ کی جب یا گرتی ہے تو يَتَّقِ باقی بچتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ دراصل يَتَّقِهٖ ہے لیکن یہاں قاف کو ساکن کرکے يَتَّقْهِ پڑھنا قرآن مجید کی مخصوص قرأت ہے۔ (آیت۔53) طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ خبر ہے۔ اس کا مبتدا محذوف ہے جو کہ اَلْمَطْلُوْبُ ہوسکتا ہے۔

ترجمہ

إِنَّمَا	كَانَ	قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ	إِذَا	دُعُوٓا	إِلَى اللّٰهِ
کچھ نہیں سوائے اس کے	(یہی) ہوتی ہے	مومنوں کی بات	جب بھی	ان کو بلایا جائے	اللہ کی طرف

وَرَسُولِهٖ	لِيَحْكُمَ	بَيْنَهُمْ	أَنْ يَقُولُوا	سَمِعْنَا
اور اس کے رسول کی	تاکہ وہ فیصلہ کریں	ان کے درمیان	کہ وہ لوگ کہیں	ہم نے سنا

وَأَطَعْنَا ؕ	وَأُولٰٓئِكَ	هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥١﴾	وَمَنْ	يُّطِعِ	اللّٰهَ
اور ہم نے اطاعت کی	اور وہ لوگ	ہی فلاح پانے والے ہیں	اور جو	اطاعت کرتا ہے	اللہ کی

وَرَسُولَهٗ	وَيَخْشَ	اللّٰهَ	وَيَتَّقْهِ	فَأُولٰٓئِكَ	هُمُ الْفَآئِزُونَ ﴿٥٢﴾
اور اس کے رسولؐ کی	اور ڈرتا ہے	اللہ سے	اور تقوی کرے اس کا	تو وہ لوگ	ہی کامیاب ہونے والے ہیں

وَأَقْسَمُوا	بِاللّٰهِ	جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ	لَئِنْ	أَمَرْتَهُمْ
اور انہوں نے قسم کھائی	اللہ کی	اپنی قسموں کا زور لگاتے ہوئے	بیشک اگر	آپ حکم دیں گے ان کو

لَيَخْرُجُنَّ ؕ	قُلْ	لَّا تُقْسِمُوا ۚ	طَاعَةٌ مَّعْرُوفَةٌ ؕ
تو وہ لوگ لازماً نکلیں گے	آپؐ کہیے	تم لوگ قسم مت کھاؤ	(اصل مطلوب) جانی پہچانی اطاعت ہے

إِنَّ اللّٰهَ	خَبِيرٌۢ	بِمَا	تَعْمَلُونَ ﴿٥٣﴾	قُلْ	أَطِيعُوا	اللّٰهَ
بیشک اللہ	باخبر ہے	اس سے جو	تم لوگ کرتے ہو	آپؐ کہیے	تم لوگ اطاعت کرو	اللہ کی

وَأَطِيعُوا	الرَّسُولَ ۚ	فَإِنْ	تَوَلَّوْا	فَإِنَّمَا
اور اطاعت کرو	ان رسولؐ کی	پھر اگر	تم لوگ روگردانی کرتے ہو	تو کچھ نہیں سوائے اسکے

عَلَيْهِ	مَا	حُمِّلَ	وَعَلَيْكُمْ	مَّا
انؐ پر (ذمہ داری) ہے	اس کی جو	انؐ پر لازم کیا گیا	اور تم لوگوں پر (ذمہ داری) ہے	اس کی جو

حُمِّلْتُمْ ؕ	وَإِنْ	تُطِيعُوهُ	تَهْتَدُوا ؕ	وَمَا
تم پر لازم کیا گیا	اور اگر	تم لوگ اطاعت کروانؐ کی	تو ہدایت پاؤ گے	اور نہیں ہے

عَلَى الرَّسُولِ	إِلَّا	الْبَلٰغُ الْمُبِينُ ﴿٥٤﴾
ان رسولؐ پر (کوئی ذمہ داری)	مگر	واضح طور پر پہنچانا

نوٹ: 1

حضرت عمرؓ ایک روز مسجد نبوی میں کھڑے تھے۔ اچانک ایک رومی دہقانی آدمی آپ کے برابر آ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے کلمہ پڑھا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا بات ہے تو اس نے کہا میں اللہ کے لئے مسلمان ہو گیا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا اس کا کوئی سبب ہے تو اس نے کہا ہاں۔ بات یہ ہے کہ میں نے تورات، انجیل، زبور، اور انبیاء سابقین کی بہت سی کتابیں پڑھی ہیں۔ مگر حال میں ایک

مسلمان قیدی قرآن کی ایک آیت پڑھ رہا تھا، وہ سنی تو معلوم ہوا کہ اس چھوٹی سی آیت نے تمام کتب قدیمہ کو اپنے اندر سمو لیا ہے۔ تو مجھے یقین
1380
ہو گیا کہ یہ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا وہ کونسی آیت ہے تو اس رومی نے زیر مطالعہ آیت ۔52۔ تلاوت کی اور اس کے ساتھ اس کی تفسیر اس طرح بیان کی کہ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ فرائض الٰہیہ کے متعلق ہے۔ وَرَسُوْلَہٗ سنت نبوی کی متعلق ہے۔ وَیَخْشَ اللّٰہَ گذشتہ عمر کے متعلق ہے۔ وَیَتَّقْہِ آئندہ باقی عمر کے متعلق ہے۔ جب انسان ان چار چیزوں کا عامل ہو جائے تو اس کو اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ کی بشارت ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (55 تا 57)

ترجمہ

وَعَدَ	اللّٰهُ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	مِنْكُمْ	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ
وعدہ کیا	اللہ نے	ان سے جو	ایمان لائے	تم میں سے	اور انہوں نے عمل کیے	نیکیوں کے

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ	فِي الْاَرْضِ	كَمَا	اسْتَخْلَفَ	الَّذِيْنَ
کہ وہ لازماً جانشین بنائے گا ان کو	زمین میں	جیسے کہ	اس نے جانشین بنایا	ان کو جو

مِنْ قَبْلِهِمْ ۠	وَلَيُمَكِّنَنَّ	لَهُمْ	دِيْنَهُمُ الَّذِي	ارْتَضٰى	لَهُمْ
اس سے پہلے تھے	اور وہ لازماً جما دے گا	ان کے لئے	ان کے اس دین کو جس سے	وہ راضی ہوا	ان کے لئے

وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ	مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ	اَمْنًا ؕ	يَعْبُدُوْنَنِيْ	لَا يُشْرِكُوْنَ
اور وہ لازماً بدلہ دے گا ان کو	ان کے خوف کے بعد	امن	وہ لوگ بندگی کریں گے میری	شریک نہیں کریں گے

بِيْ	شَيْــًٔا ؕ	وَمَنْ	كَفَرَ	بَعْدَ ذٰلِكَ	فَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝55
میرے ساتھ	کچھ بھی	اور جو	ناشکری کرے گا	اس کے بعد	تو وہ لوگ	ہی نافرمانی کرنے والے ہیں

وَاَقِيْمُوا	الصَّلٰوةَ	وَاٰتُوا	الزَّكٰوةَ	وَاَطِيْعُوا	الرَّسُوْلَ
اور تم لوگ قائم کرو	نماز کو	اور پہنچاؤ	زکوٰۃ کو	اور اطاعت کرو	ان رسولؐ کی

لَعَلَّكُمْ	تُرْحَمُوْنَ ۝56	لَا تَحْسَبَنَّ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	مُعْجِزِيْنَ
شاید تم لوگوں پر	رحم کیا جائے	ہرگز گمان مت کرو	ان کو جنہوں نے	کفر کیا	عاجز کرنے والے

فِي الْاَرْضِ ج	وَمَاْوٰىهُمُ	النَّارُ ؕ	وَلَبِئْسَ	الْمَصِيْرُ ۝57 ع
زمین میں	اور ان کا ٹھکانہ	آگ ہے	اور یقیناً بُری ہے (وہ)	لوٹنے کی جگہ

نوٹ: 1

یہ خطاب فرمایا رسول اللہ ﷺ کے وقت کے لوگوں کو یعنی جو ان میں اعلیٰ درجہ کے نیک اور رسولؐ کے کامل متبع ہیں رسولؐ کے بعد ان کو زمین کی حکومت دے گا اور جو دین اسلام خدا کو پسند ہے، ان کے ہاتھوں سے دنیا میں اس کو قائم کرے گا۔ گویا جیسا کہ لفظ استخلاف میں اشارہ ہے وہ لوگ محض دنیوی بادشاہوں کی طرح نہ ہوں گے بلکہ پیغمبر کے جانشین ہو کر آسمانی بادشاہت کا اعلان کریں گے اور دین حق کی بنیادیں جما دیں گے۔ الحمد للہ یہ وعدہ الٰہی چاروں خلفاء رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں پر پورا ہوا دنیا نے اس پیشین گوئی کے ایک ایک

حرف کا مصداق اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ خلفائے اربعہ کے بعد بھی کچھ بادشاہانِ اسلام وقتاً فوقتاً اس نمونے کے آتے رہے اور جب اللہ چاہے گا آئندہ بھی آئیں گے۔ احادیث سے معلوم ہوا کہ آخری خلیفہ حضرت امام مہدی ہوں گے۔ (ترجمہ شیخ الہند سے ماخوذ)[1380]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خلافت میرے بعد تیس سال ہے پھر ملک ہوگا (یعنی بادشاہت ہوگی)۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت دو برس تین ماہ، حضرت عمرؓ کی خلافت دس سال چھ ماہ، حضرت عثمانؓ کی خلافت بارہ سال، حضرت علیؓ کی خلافت چار سال نو ماہ اور حضرت حسنؓ کی خلافت چھ ماہ ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

آیت نمبر (58 تا 60)

ترجمہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	لِیَسْتَاْذِنْكُمُ	الَّذِیْنَ	مَلَكَتْ
اے لوگو جو	ایمان لائے	چاہیے کہ اجازت مانگیں تم سے	وہ لوگ جس کے	مالک ہوئے

اَیْمَانُكُمْ	وَالَّذِیْنَ	لَمْ یَبْلُغُوا	الْحُلُمَ	مِنْكُمْ	ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ
تمہارے داہنے ہاتھ	اور وہ لوگ جو	(ابھی) نہیں پہنچے	بلوغت کو	تم میں سے	تین مرتبہ

مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ	وَحِیْنَ	تَضَعُوْنَ	ثِیَابَكُمْ	مِّنَ الظَّهِیْرَةِ
فجر کی نماز سے پہلے	اور جس وقت	تم لوگ رکھتے ہو (اتار کے)	اپنے کپڑے	دوپہر میں

وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ﵗ	ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ	لَّكُمْ ؕ
اور عشاء کی نماز کے بعد سے	(یہ) بے پردگی والے تین (اوقات) ہیں	تمہارے لیے

لَیْسَ عَلَیْكُمْ	وَلَا عَلَیْهِمْ	جُنَاحٌۢ	بَعْدَهُنَّ ؕ	طَوّٰفُوْنَ
نہیں ہے تم لوگوں پر	اور نہ ہی ان لوگوں پر	کوئی گناہ	ان (اوقات) کے بعد	بار بار چکر لگانے والے ہیں

عَلَیْكُمْ	بَعْضُكُمْ	عَلٰى بَعْضٍ ؕ	كَذٰلِكَ	یُبَیِّنُ	اللّٰهُ	لَكُمُ	الْاٰیٰتِ ؕ
تم لوگوں پر	تمہارے بعض	بعض پر	اس طرح	واضح کرتا ہے	اللہ	تمہارے لئے	آیات کو

وَاللّٰهُ	عَلِیْمٌ	حَكِیْمٌ ﴿۵۸﴾	وَاِذَا بَلَغَ	الْاَطْفَالُ	مِنْكُمُ	الْحُلُمَ
اور اللہ	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے	اور جب پہنچیں	بچے	تم میں سے	بلوغت کو

فَلْیَسْتَاْذِنُوْا	كَمَا	اسْتَاْذَنَ	الَّذِیْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ
تو چاہیے کہ وہ (بھی) اجازت مانگیں	جیسے کہ	اجازت مانگی	انہوں نے جو	ان سے پہلے تھے

كَذٰلِكَ	یُبَیِّنُ	اللّٰهُ	لَكُمْ	اٰیٰتِهٖ ؕ	وَاللّٰهُ	عَلِیْمٌ	حَكِیْمٌ ﴿۵۹﴾
اس طرح	واضح کرتا ہے	اللہ	تمہارے لئے	اپنی آیات کو	اور اللہ	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے

وَالْقَوَاعِدُ	مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ	لَا يَرْجُوْنَ	نِكَاحًا	فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ 1380
اور عمر رسیدہ خواتین	ان عورتوں میں سے	امید نہیں رکھتیں	نکاح کی	تو نہیں ہے ان پر

جُنَاحٌ	اَنْ يَّضَعْنَ	ثِيَابَهُنَّ	غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ
کوئی گناہ	کہ وہ رکھ دیں	اپنے کپڑے (یعنی اوڑھنیاں)	بغیر نمایاں کرنے والیاں ہوتے ہوئے

بِزِيْنَةٍ ؕ	وَاَنْ	يَّسْتَعْفِفْنَ	خَيْرٌ	لَّهُنَّ ؕ	وَاللّٰهُ	سَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ ۶۰
زینت کو	اور یہ کہ	وہ بچیں (اس سے)	تو بہتر ہے	ان کے لئے	اور اللہ	سننے والا ہے	جاننے والا ہے

نوٹ:1 اس سے پہلے آیات۔27۔28۔ میں اجازت لینے کا حکم بیان ہوا ہے کہ کسی سے ملاقات کو جاؤ تو اجازت لئے بغیر اس کے گھر میں داخل نہ ہو یہ حکم ان کے لئے تھا جو باہر سے ملاقات کے لئے آئے ہوں۔اب زیر مطالعہ آیت 58۔59۔ میں اجازت لینے کا دوسرا حکم بیان ہوا ہے اس کا تعلق ان لوگوں سے ہے جو ایک گھر میں رہتے ہیں اور ہر وقت آتے جاتے رہتے ہیں۔اور جن سے عورتوں کا پردہ بھی نہیں ہے۔ان کے لئے حکم ہوا ہے کہ خلوت کے تین اوقات میں اجازت لے کر اندر داخل ہوں۔(معارف القرآن)

آیت نمبر (24 تا 61)

ترجمہ

لَيْسَ	عَلَى الْاَعْمٰى	حَرَجٌ	وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ	حَرَجٌ	وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ
نہیں ہے	اندھے پر	کوئی حرج	اور نہ لنگڑے پر	کوئی حرج ہے	اور نہ مریض پر

حَرَجٌ	وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ	اَنْ	تَاْكُلُوْا	مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ	اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ
کوئی حرج ہے	اور نہ تمہارے اپنے آپ پر	کہ	تم لوگ کھاؤ	اپنے گھروں سے	یا اپنے آباء کے گھروں سے

اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ	اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ	اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ	اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ
یا اپنی ماؤں کے گھروں سے	یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے	یا اپنی بہنوں کے گھروں سے	یا اپنے چاچوں کے گھروں سے

اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ	اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ	اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ	اَوْ مَا
یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے	یا اپنے ماموں کے گھروں سے	یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے	یا اس (گھر) سے

مَلَكْتُمْ	مَّفَاتِحَهٗ	اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ	لَيْسَ عَلَيْكُمْ	جُنَاحٌ	اَنْ تَاْكُلُوْا
تم مالک ہوئے	جس کی کنجیوں کے	یا اپنے دوست (کے گھر) سے	نہیں ہے تم لوگوں پر	کوئی گناہ	کہ تم لوگ کھاؤ

جَمِيْعًا	اَوْ اَشْتَاتًا ؕ	فَاِذَا	دَخَلْتُمْ	بُيُوْتًا	فَسَلِّمُوْا
سب کے سب (اکٹھا)	یا الگ الگ	پھر جب بھی	تم لوگ داخل ہو	گھروں میں	تو سلامتی بھیجو (یعنی سلام کرو)

عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ	تَحِيَّةً	مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ	مُبٰرَكَةً	طَيِّبَةً ؕ
اپنے لوگوں پر	ایک ایسی دعا ہوتے ہوئے جو	اللہ کے پاس سے	برکت دی ہوئی ہو	پاکیزہ ہو

كَذٰلِكَ	يُبَيِّنُ	اللّٰهُ	لَكُمُ	الْاٰيٰتِ	لَعَلَّكُمْ	تَعْقِلُوْنَ ع ۶۱ 380
اس طرح	واضح کرتا ہے	اللہ	تمہارے لئے	آیات کو	شاید تم لوگ	عقل سے کام لو

نوٹ:1 پہلے یہ سمجھ لیں کہ اس آیت کے دو حصے ہیں۔ پہلا معذور لوگوں کے بارے میں ہے اور دوسرا عام لوگوں کے بارے میں۔ ابن عباسؓ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا کہ ایک دوسرے کے مال ناجائز طریقوں سے مت کھاؤ۔ (البقرہ۔188) تو لوگ ایک دوسرے کے ہاں کھانا کھانے میں بھی احتیاط کرنے لگے۔ وہ سمجھتے تھے کہ جب تک صاحب خانہ کی دعوت واجازت نہ ہو، کسی عزیز یا دوست کے ہاں کھانا جائز نہیں ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ جہاں تک معذور لوگوں کا تعلق ہے وہ ہر گھر اور ہر جگہ سے کھا سکتا ہے۔ جہاں تک عام لوگوں کا تعلق ہے تو ان کے لئے ان کے اپنے گھر اور عزیزوں کے گھر یکساں ہیں۔ ان میں سے کسی کے ہاں کھانے کے لئے شرطوں کی ضرورت نہیں ہے۔ آدمی ان میں سے کسی کے گھر جائے اور گھر کا مالک موجود نہ ہو اور اس کے گھر والے کھانے کو کچھ پیش کریں تو بے تکلف کھایا جاسکتا ہے۔

(تفہیم القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (62 تا 64)

ل و ذ

(ن) لَوْذًا کسی چیز میں چھپنا۔ پناہ لینا

(مفاعلہ) لِوَاذًا ایک دوسرے سے پناہ لینا۔ بچ کر نکل جانا۔ آیت زیر مطالعہ۔63

ترجمہ

اِنَّمَا	الْمُؤْمِنُوْنَ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	بِاللّٰهِ	وَرَسُوْلِهٖ
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	مومن	وہ لوگ ہیں جو	ایمان لائے	اللہ پر	اور اس کے رسول پر

وَاِذَا	كَانُوْا	مَعَهٗ	عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ
اور جب کبھی	وہ ہوتے ہیں	انؐ کے ساتھ	کسی جمع کرنے والے (یعنی اہم) معاملہ پر

لَّمْ يَذْهَبُوْا	حَتّٰى	يَسْتَاْذِنُوْهُ ط	اِنَّ الَّذِيْنَ	يَسْتَاْذِنُوْنَكَ
تو وہ جاتے ہی نہیں	یہاں تک کہ	وہ اجازت لے لیں انؐ سے	بیشک جو لوگ	اجازت مانگتے ہیں آپؐ سے

اُولٰٓئِكَ	الَّذِيْنَ	يُؤْمِنُوْنَ	بِاللّٰهِ	وَرَسُوْلِهٖ ج	فَاِذَا	اسْتَاْذَنُوْكَ
وہ لوگ	وہ ہیں جو	ایمان لاتے ہیں	اللہ پر	اور اس کے رسول پر	پھر جب بھی	وہ اجازت مانگیں آپؐ سے

لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ	فَاْذَنْ	لِّمَنْ	شِئْتَ	مِنْهُمْ
اپنی کسی مصروفیت کے لئے	تو آپؐ اجازت دیں	اس کے لئے جس کو	آپؐ چاہیں	ان میں سے

وَاسْتَغْفِرْ	لَهُمُ	اللّٰهَ ط	اِنَّ اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ۶۲
اور آپؐ مغفرت مانگیں	ان کے لئے	اللہ سے	بیشک اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

لَا تَجْعَلُوْا	دُعَآءَ الرَّسُوْلِ	بَيْنَكُمْ	كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ 1380
اور تم لوگ مت بناؤ	ان رسول کے بلانے کو	تمہارے درمیان سے (کسی کو)	تمہارے کسی کے کسی کو بلانے کی مانند

قَدْ يَعْلَمُ	اللّٰهُ	الَّذِيْنَ	يَتَسَلَّلُوْنَ	مِنْكُمْ	لِوَاذًا ۚ
جان چکا ہے	اللہ	ان لوگوں کو جو	چپکے سے سٹک جاتے ہیں	تم میں سے	(کسی کی) آڑ لیتے ہوئے

فَلْيَحْذَرِ	الَّذِيْنَ	يُخَالِفُوْنَ	عَنْ اَمْرِهٖٓ	اَنْ	تُصِيْبَهُمْ	فِتْنَةٌ
پس چاہیے کہ بچیں	وہ لوگ جو	خلاف کرتے ہیں	انؐ کے حکم کے	کہ	آ لگے ان کو	فتنہ

اَوْ يُصِيْبَهُمْ	عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦٣﴾	اَلَآ	اِنَّ لِلّٰهِ	مَا
یا آ لگے ان کو	کوئی دردناک عذاب	(کان کھول کر) سن لو	بیشک اللہ ہی کا ہے	وہ جو

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ	قَدْ يَعْلَمُ	مَآ	اَنْتُمْ	عَلَيْهِ ؕ	وَيَوْمَ	يُرْجَعُوْنَ
آسمانوں اور زمین میں ہے	اس نے جان لیا ہے	اس کو	تم لوگ	جس پر ہو	اور جس دن	وہ لوگ لوٹائیں جائیں گے

اِلَيْهِ	فَيُنَبِّئُهُمْ	بِمَا	عَمِلُوْا ؕ	وَاللّٰهُ	بِكُلِّ شَيْءٍ	عَلِيْمٌ ﴿٦٤﴾ ع
اس کی طرف	تو وہ بتادے گا ان کو	وہ جو	انہوں نے کیا	اور اللہ	ہر چیز کا	جاننے والا ہے

نوٹ: 1

زیر مطالعہ آیت 62 میں حکم ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی دینی جہاد وغیرہ کے لئے لوگوں کو جمع کریں تو ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ سب جمع ہوجائیں اور پھر آپؐ کی اجازت کے بغیر نہ جائیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کو یہ ہدایت ہے کہ کوئی خاص حرج نہ ہو تو اجازت دے دیا کریں۔ اسی ضمن میں ان منافقین کی مذمت ہے جو حاضر تو ہو جاتے ہیں مگر پھر کسی کی آڑ لے کر چپکے سے کھسک جاتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ عام مجلسوں کا حکم نہیں ہے بلکہ اس وقت کا ہے جب آپؐ نے ان کو کسی ضرورت سے جمع کیا ہو جیسا کہ واقعہ خندق میں ہوا۔ اس بات پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ چونکہ یہ حکم دینی اور اسلامی ضرورت کے لئے جاری کیا گیا ہے اور ایسی ضرورت ہر زمانے میں ہوسکتی ہے اس لئے یہ حکم آپؐ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ مسلمانوں کے ہر امام وامیر جس کے قبضہ میں زمام حکومت ہو، اس کا اور اس کی مجلس کا بھی یہی حکم ہے کہ جب وہ جمع ہونے کا حکم دے تو اس کی تعمیل واجب ہو جاتی ہے اور بغیر اجازت واپس جانا ناجائز ہے۔ اور اسلامی آداب معاشرت کے لحاظ سے یہ حکم باہمی اجتماعات اور عام مجلسوں کے لئے مستحب ہے۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ الفرقان (25)

آیت نمبر (1 تا 9)

ترجمہ

تَبٰرَكَ	الَّذِيْ	نَزَّلَ	الْفُرْقَانَ	عَلٰى عَبْدِهٖ	لِيَكُوْنَ
بابرکت ہوا	وہ جس نے	اتارا	فرق واضح کرنے والے (قرآن) کو	اپنے بندے پر	تا کہ وہ ہو جائے

لِلْعٰلَمِيْنَ	نَذِيْرًا ۙ①	الَّذِيْ	لَهٗ	مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ 1380
تمام جہانوں کے لئے	ایک خبردار کرنے والا	وہ	جس کے لئے ہے	آسمانوں اور زمین کی بادشاہت

وَلَمْ يَتَّخِذْ	وَلَدًا	وَّلَمْ يَكُنْ	لَّهٗ	شَرِيْكٌ	فِي الْمُلْكِ	وَخَلَقَ
اور اس نے بنایا ہی نہیں	کوئی بیٹا	اور ہوا ہی نہیں	اس کا	کوئی شریک	بادشاہت میں	اور اس نے پیدا کیا

كُلَّ شَيْءٍ	فَقَدَّرَهٗ	تَقْدِيْرًا ②	وَاتَّخَذُوْا
ہر چیز کو	پھر اس نے اندازہ مقرر کیا اس کا	جیسا اندازہ مقرر کرنے کا حق ہے	اور ان لوگوں نے بنائے

مِنْ دُوْنِهٖٓ	اٰلِهَةً	لَّا يَخْلُقُوْنَ	شَيْـًٔا	وَّهُمْ	يُخْلَقُوْنَ
اس کے علاوہ	کچھ ایسے الٰہ جو	پیدا نہیں کرتے	کوئی چیز	اور وہ لوگ (خود)	پیدا کئے جاتے ہیں

وَلَا يَمْلِكُوْنَ	لِاَنْفُسِهِمْ	ضَرًّا	وَّلَا نَفْعًا	وَّلَا يَمْلِكُوْنَ
اور وہ اختیار نہیں رکھتے	اپنی جانوں کے لئے	کسی نقصان کا	اور نہ کسی نفع کا	اور وہ اختیار نہیں رکھتے

مَوْتًا	وَّلَا حَيٰوةً	وَّلَا نُشُوْرًا ③	وَقَالَ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْٓا	اِنْ هٰذَآ
مرنے کا	اور نہ زندہ رہنے کا	اور نہ دوبارہ جی اٹھنے کا	اور کہا ان لوگوں نے جنہوں نے	انکار کیا	نہیں ہے یہ

اِلَّآ اِفْكُ	اِفْتَرٰىهُ	وَاَعَانَهٗ	عَلَيْهِ	قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۛ
مگر ایک جھوٹ	اس نے گھڑا اس کو	اور اعانت کی اس کی	اس پر	ایک دوسری قوم نے

فَقَدْ جَآءُوْ	ظُلْمًا	وَّزُوْرًا ④	وَقَالُوْٓا	اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ
پس وہ لوگ آئے ہیں	ظلم کے ساتھ	اور جھوٹ کے ساتھ	اور انہوں نے کہا	پہلے لوگوں کے قصے ہیں

اكْتَتَبَهَا	فَهِيَ	تُمْلٰى عَلَيْهِ	بُكْرَةً	وَّاَصِيْلًا ⑤	قُلْ
اس نے تصنیف کیا ان کو	پس وہ	پڑھ کر سنائے جاتے ہیں اس پر	صبح	اور شام	آپ کہیے

اَنْزَلَهُ	الَّذِيْ	يَعْلَمُ	السِّرَّ	فِي السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ ؕ	اِنَّهٗ
اس کو اتارا	اس نے جو	جانتا ہے	سارے بھیدوں کو	آسمانوں میں	اور زمین میں	یقیناً وہ

كَانَ	غَفُوْرًا	رَّحِيْمًا ⑥	وَقَالُوْا	مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ
ہے	بے انتہا بخشنے والا	ہمیشہ رحم کرنے والا	اور انہوں نے کہا	اس رسول کو کیا ہے (یعنی کیسا ہے)

يَاْكُلُ	الطَّعَامَ	وَيَمْشِيْ	فِي الْاَسْوَاقِ ؕ	لَوْلَآ	اُنْزِلَ	اِلَيْهِ	مَلَكٌ
جو کھاتا ہے	کھانا	اور چلتا ہے	بازاروں میں	کیوں نہیں	اتارا گیا	اس کی طرف	کوئی فرشتہ

فَيَكُوْنَ	مَعَهٗ	نَذِيْرًا ۙ⑦	اَوْ يُلْقٰٓى	اِلَيْهِ	كَنْزٌ	اَوْ تَكُوْنُ
تو وہ ہو جاتا	اس کے ساتھ	ایک خبردار کرنے والا	یا ڈالا جاتا	اس کی طرف	کوئی خزانہ	یا ہوتا

لَهٗ	جَنَّةٌ	يَّاْكُلُ	مِنْهَا	وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ	اِنْ تَتَّبِعُوْنَ 1380	اِلَّا
اس کے لئے	کوئی باغ	وہ کھاتا	اس میں	اور ظالموں نے	تم لوگ پیروی نہیں کرتے	مگر

رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۸	اُنْظُرْ	كَيْفَ	ضَرَبُوْا	لَكَ	الْاَمْثَالَ
ایک جادو کئے ہوئے شخص کی	آپؐ دیکھیں	کیسے	انہوں نے بیان کیں	آپؐ کیلئے	مثالیں

فَضَلُّوْا	فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ	سَبِيْلًا ۹
تو وہ گمراہ ہوئے	پھر وہ استطاعت نہیں رکھتے	کسی راستے کی

نوٹ:1

آیت۔2۔ میں ہر چیز کا اندازہ مقرر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف یہی نہیں کہ کائنات کی ہر چیز کو وجود بخشا ہے، بلکہ وہی ہے جس نے ایک ایک چیز کے لئے صورت، جسامت، قوت و استعداد، اوصاف و خصائص، کام اور کام کا طریق، بقاء کی مدت، عروج وارتقاء کی حد اور دوسری وہ تمام تفصیلات مقرر کی ہیں جو اس چیز کی ذات سے متعلق ہیں۔ اور پھر اسی نے عالم وجود میں وہ اسباب و وسائل اور مواقع پیدا کئے ہیں جن کی بدولت ہر چیز یہاں اپنے اپنے دائرے میں اپنے حصے کا کام کر رہی ہے (تفہیم القرآن)۔ اسی کو تقدیر کہتے ہیں۔

نوٹ:2

آیت۔4۔5۔ میں جو اعتراض نقل کیا گیا ہے یہ وہی اعتراض ہے جو آج کل کے مغربی علماء قرآن مجید کے خلاف پیش کرتے ہیں۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ مشرکین مکہ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ نبی ﷺ بچپن میں جب عیسائی راہب سے ملے تھے اس وقت یہ مضامین سیکھ لئے تھے۔ اور نہ یہ کہا کہ جوانی میں تجارتی سفروں کے دوران راہبوں اور یہودی علماء سے یہ معلومات حاصل کی تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ جانتے تھے کہ یہ سفر اکیلے نہیں بلکہ قافلوں کے ساتھ ہوئے تھے۔ اور وہ جانتے تھے کہ اگر ہم یہ الزام لگائیں گے تو مکہ میں سینکڑوں زبانیں ہم کو جھٹلا دیں گی۔ اس کے علاوہ مکے کا عام آدمی پوچھے گا کہ اگر یہ معلومات آپؐ کو تیرہ برس کی عمر میں عیسائی راہب سے حاصل ہوگئی تھیں یا 25 برس کی عمر میں تجارتی سفروں کے دوران حاصل ہوئی تھیں،'' تو کیا وجہ ہے کہ چالیس برس کی عمر تک ان کا یہ سارا علم چھپا رہا اور کبھی ایک لفظ بھی ان کی زبان سے ایسا نہ نکلا جو اس علم کی غمازی کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ کفار مکہ نے ایسے سفید جھوٹ کی جرأت نہ کی اور اسے بعد کے زیادہ بے حیا لوگوں کے لئے چھوڑ دیا۔ وہ یہ کہتے تھے کہ اگلے لوگوں کی کتابوں کے اقتباسات راتوں کو ترجمہ اور نقل کرائے جاتے ہیں۔ پھر یہ کسی سے پڑھوا کر سنتے ہیں اور یاد کر کے ہم کو سناتے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ چند آدمیوں کے نام لیتے تھے جو آزاد کردہ غلام تھے، مکہ میں رہتے تھے اور اہل کتاب تھے۔

بظاہر یہ اعتراض وزنی معلوم ہوتا ہے لیکن اس کے جواب میں قرآن نے کوئی دلیل نہیں پیش کی اور صرف یہ کہہ کر بات ختم کر دی کہ تم ظلم کر رہے ہو اور جھوٹ کہتے ہو، یہ تو اللہ کا کلام ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ ایسا ہی بے وزن اعتراض تھا کہ اس کے جواب میں بس ظلم اور جھوٹ کہہ دینا ہی کافی تھا۔ کیا وجہ ہے کہ اس مختصر جواب کے بعد نہ عوام نے کسی واضح جواب کا مطالبہ کیا، نہ ایمان لانے والوں کے دلوں میں کوئی شک پیدا ہوا اور نہ مخالفین یہ کہہ سکے کہ ہمارے اس اعتراض کا جواب نہیں بن پڑ رہا ہے اور محض ظلم اور جھوٹ کہہ کر بات ٹالی جا رہی ہے۔ اس گتھی کا حل ہمیں اسی ماحول سے مل جاتا ہے جس میں یہ اعتراض کیا گیا تھا۔

پہلی بات یہ تھی کہ مکہ کے سرداروں کے لئے یہ کچھ بھی مشکل نہ تھی کہ وہ مذکورہ افراد کے گھروں پر چھاپے مار کر پرانی کتابیں اور

ان کے ترجمے برآمد کر کے عوام کے سامنے پیش کر دیتے۔لیکن وہ بس زبانی دعوے کرتے رہے اور کبھی بھی یہ فیصلہ کن قدم نہیں اٹھایا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس سلسلہ میں جن لوگوں کا نام لیتے تھے وہ مکہ کے رہنے والے تھے۔ان کی قابلیت کسی سے چھپی ہوئی نہ تھی۔ ہر شخص دیکھ سکتا تھا کہ نبیؐ جو کلام پیش کر رہے ہیں وہ کس پائے اور مرتبے کا ادب ہے اور مذکورہ لوگ کس درجے کے ہیں۔اس وجہ سے کسی نے بھی اس اعتراض کو کوئی وزن نہ دیا۔ ہر شخص سمجھتا تھا کہ ان باتوں سے بس جلے دل کے پھپھولے پھوڑے جا رہے ہیں ورنہ اس اعتراض میں کوئی جان نہیں ہے۔ اور اگر یہ لوگ ایسی ہی قابلیت رکھتے تھے تو انہوں نے اس سے خود اپنا چراغ کیوں نہ جلایا۔اور نہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے کلام کے طور پر پیش کیا۔(تفہیم القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (10 تا 16)

ترجمہ

تَبٰرَكَ	الَّذِیٓ	اِنْ شَآءَ	جَعَلَ	لَكَ	خَیْرًا مِّنْ ذٰلِكَ	جَنّٰتٍ	تَجْرِیْ
بابرکت ہوا	وہ جو	اگر چاہے	تو بنادے	آپؐ کے لئے	اس سے بہتر	باغات	بہتی ہوں

مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ	وَیَجْعَلْ	لَّكَ	قُصُوْرًا	بَلْ	كَذَّبُوْا
جن کے نیچے سے	نہریں	اور وہ بنادے	آپؐ کے لئے	کچھ محلات	بلکہ	انہوں نے جھٹلایا

بِالسَّاعَةِ قف	وَاَعْتَدْنَا	لِمَنْ	كَذَّبَ	بِالسَّاعَةِ	سَعِیْرًا ﴿۱۱﴾ ج
اس گھڑی (یعنی قیامت) کو	اور ہم نے تیار کیا	اس کے لئے جس نے	جھٹلایا	اس گھڑی کو	ایک شعلوں والی آگ

اِذَا	رَاَتْهُمْ	مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ	سَمِعُوْا	لَهَا	تَغَیُّظًا
جب	وہ (آگ) دیکھے گی ان کو	دور والی جگہ سے	تو وہ سنیں گے	اس کو	غصہ سے کھولتے ہوئے

وَّزَفِیْرًا ﴿۱۲﴾	وَاِذَآ	اُلْقُوْا	مِنْهَا	مَكَانًا ضَیِّقًا	مُّقَرَّنِیْنَ
اور چنگھاڑتے ہوئے	اور جب	وہ لوگ ڈالے جائیں گے	اس میں سے	ایک تنگ جگہ میں	جکڑے ہوئے

دَعَوْا	هُنَالِكَ	ثُبُوْرًا ﴿۱۳﴾ ط	لَا تَدْعُوا	الْیَوْمَ	ثُبُوْرًا وَّاحِدًا
تو وہ دعا کریں گے	وہیں	ہلاک ہونے کی	تم لوگ دعا مت کرو	آج کے دن	ایک مرتبہ ہلاک ہونے کی

وَّادْعُوْا	ثُبُوْرًا كَثِیْرًا ﴿۱۴﴾	قُلْ	اَذٰلِكَ	خَیْرٌ	اَمْ	جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِیْ
اور دعا کرو	کثرت سے (یعنی بار بار) ہلاک ہونے کی	آپؐ کہیے	کیا یہ	بہتر ہے	یا	ہمیشگی کا وہ باغ جس کا

وُعِدَ	الْمُتَّقُوْنَ ط	كَانَتْ لَهُمْ	جَزَآءً	وَّمَصِیْرًا ﴿۱۵﴾	لَهُمْ
وعدہ کیا گیا	تقوی کرنے والوں سے	وہ (باغ) ہوگا ان کے لئے	ایک بدلہ	اور ایک لوٹنے کی جگہ	ان کے لئے

فِیْهَا	مَا	یَشَآءُوْنَ	خٰلِدِیْنَ ط	كَانَ عَلٰی رَبِّكَ	وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ﴿۱۶﴾
اس میں ہے	وہ جو	وہ چاہیں گے	ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے	یہ ہے آپؐ کے رب پر	ایک مانگا ہوا وعدہ

نوٹ:1 بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ کا مطلب یہ ہے کہ جو باتیں یہ کر رہے ہیں ان کی وجہ یہ نہیں ہے کہ ان کو واقعی قرآن کے جعلی کلام ہونے کا شبہ ہے یا ایمان نہ لانے کی وجہ یہ ہے کہ آپؐ کھانا کھاتے ہیں، بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں، نہ آپؐ کے ساتھ کوئی فرشتہ ہے، نہ کوئی خزانہ ہے۔ اصل وجہ ان میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ یہ آخرت کو نہیں مانتے۔ جس نے ان کو حق اور باطل کے معاملہ میں بالکل غیر سنجیدہ بنا دیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ دوسرے سے کسی غور فکر اور تحقیق و جستجو کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے۔ اس لئے آپؐ کی دعوت کو رد کرنے کے لئے ایسی مضحکہ خیز حجتیں پیش کرتے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (36 تا 43)

ترجمہ

وَيَوْمَ	يَحْشُرُهُمْ	وَمَا	يَعْبُدُوْنَ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اور جس دن	وہ اکٹھا کرے گا ان لوگوں کو	اور ان کو جن کی	یہ لوگ بندگی کرتے ہیں	اللہ کے علاوہ

فَيَقُوْلُ	ءَاَنْتُمْ	اَضْلَلْتُمْ	عِبَادِيْ هٰٓؤُلَاۗءِ	اَمْ هُمْ	ضَلُّوا	السَّبِيْلَ ﴿١٧﴾
پھر وہ کہے گا	کیا تم لوگوں نے ہی	گمراہ کیا	میرے ان بندوں کو	یا وہ لوگ (خود) ہی	بھٹک گئے	راستے سے

قَالُوْا	سُبْحٰنَكَ	مَا كَانَ	يَنْۢبَغِيْ	لَنَآ	اَنْ نَّتَّخِذَ	مِنْ دُوْنِكَ
وہ کہیں گے	پاکیزگی تیری ہے	نہیں تھا	سزاوار	ہمارے لیے	کہ ہم بناتے	تیرے علاوہ

مِنْ اَوْلِيَاۗءَ	وَلٰكِنْ	مَّتَّعْتَهُمْ	وَاٰبَاۗءَهُمْ	حَتّٰى	نَسُوا
کوئی بھی کارساز	اور لیکن	تو عرصہ تک فائدہ اٹھانے دیا ان کو	اور ان کے باپ دادا کو	یہاں تک کہ	یہ لوگ بھول گئے

الذِّكْرَ ۚ	وَكَانُوْا	قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿١٨﴾	فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ	بِمَا
ساری نصیحتوں کو	اور وہ تھے	ایک ہلاک ہونے والی قوم	تو انہوں نے جھٹلا دیا ہے تم لوگوں کو	اس میں جو

تَقُوْلُوْنَ ۙ	فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ	صَرْفًا	وَّلَا نَصْرًا ۚ	وَمَنْ	يَّظْلِمْ
تم لوگ کہتے ہو	پس تم لوگ استطاعت نہیں رکھتے	ہٹانے کی (عذاب کو)	اور نہ مدد کرنے کی	اور جس نے	ظلم کیا

مِّنْكُمْ	نُذِقْهُ	عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿١٩﴾	وَمَآ اَرْسَلْنَا	قَبْلَكَ
تم میں سے	اس کو ہم چکھائیں گے	ایک بڑا عذاب	اور ہم نے نہیں بھیجا	آپؐ سے پہلے

مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ	اِلَّآ	اِنَّهُمْ	لَيَاْكُلُوْنَ	الطَّعَامَ	وَيَمْشُوْنَ
رسولوں میں سے (کسی کو)	سوائے اس کے کہ	بیشک وہ سب	یقیناً کھاتے تھے	کھانا	اور چلتے تھے

فِي الْاَسْوَاقِ ۭ	وَجَعَلْنَا	بَعْضَكُمْ	لِبَعْضٍ	فِتْنَةً ۭ
بازاروں میں	اور ہم نے بنایا	تمہارے کسی کو	کسی کے لئے	ایک آزمائش

اَتَصْبِرُوْنَ ۚ	وَكَانَ	رَبُّكَ	بَصِيْرًا ﴿٢٠﴾ ۧ
کیا تم لوگ ثابت قدم رہتے ہو	اور ہے	آپؐ کا رب	دیکھنے والا

نوٹ: 1 عربی میں عام طور پر غیر عاقل چیزوں کے لئے مَا اور عاقل لوگوں کے لئے مَنْ آتا ہے۔ اس لئے آیت۔17۔ میں مَا یَعۡبُدُوۡنَ سے مراد وہ بت اور مورتیاں معلوم ہوتی ہیں جن کو پوجا جاتا ہے۔ لیکن آگے کی عبارت بتا رہی ہے اس سے مراد عاقل لوگ ہیں۔ تفسیر نعیمی میں ہے کہ یہاں عاقل اور غیر عاقل دونوں مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ بتوں کو قوت گویائی عطا کرے گا۔ تفہیم القرآن اور تدبر قرآن میں ہے کہ اس سے مراد انبیاء اور صلحاء ہیں اور میدان حشر میں وہ اپنے پرستاروں سے اعلان برأت کریں گے۔

آیت نمبر (21 تا 29)

ھ ب و

(ن) هُبُوًّا — آہستہ چلنا۔ غبار کا بلند ہونا

هَبَاءٌ — مٹی کے باریک ذرات جو فضا میں پھیلے ہوتے ہیں۔ غبار۔ زیر مطالعہ آیت۔23۔

ن ث ر

(ن ض) نَثْرًا — کسی چیز کو بکھیرنا۔

مَنْثُوْرًا — بکھیرا ہوا۔ زیر مطالعہ آیت۔23۔

اِنْتِثَارًا — کسی چیز کا بکھر جانا۔ ﴿ وَ اِذَا الۡکَوَاکِبُ انۡتَثَرَتۡ ﴾ (82/الانفطار:2) ''اور جب تارے بکھر جائیں گے۔''

ترجمہ

وَقَالَ	الَّذِیۡنَ	لَا یَرۡجُوۡنَ	لِقَآءَنَا	لَوۡلَاۤ	اُنۡزِلَ	عَلَیۡنَا
اور کہا	ان لوگوں نے جو	امید نہیں رکھتے	ہم سے ملاقات کرنے کی	کیوں نہیں	اتارے گئے	ہم پر

الۡمَلٰٓئِکَۃُ	اَوۡ نَرٰی	رَبَّنَا ؕ	لَقَدِ اسۡتَکۡبَرُوۡا	فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ
فرشتے	یا (کیوں نہیں) ہم دیکھتے	اپنے رب کو	یقیناً وہ بڑے بنے ہیں	اپنے جی (یعنی زعم) میں

وَعَتَوۡ	عُتُوًّا کَبِیۡرًا ﴿۲۱﴾	یَوۡمَ	یَرَوۡنَ	الۡمَلٰٓئِکَۃَ	لَا بُشۡرٰی
اور انہوں نے سرکشی کی	ایک بڑی سرکشی	جس دن	وہ دیکھیں گے	فرشتوں کو	کوئی خوشخبری نہیں ہوگی

یَوۡمَئِذٍ	لِّلۡمُجۡرِمِیۡنَ	وَیَقُوۡلُوۡنَ	حِجۡرًا مَّحۡجُوۡرًا ﴿۲۲﴾	وَقَدِمۡنَاۤ
اس دن	مجرموں کے لئے	اور وہ کہیں گے	کوئی مضبوط رکاوٹ (یعنی پناہ) ہو	اور ہم نے ارادہ کیا

اِلٰی مَا	عَمِلُوۡا	مِنۡ عَمَلٍ	فَجَعَلۡنٰہُ	ہَبَآءً مَّنۡثُوۡرًا ﴿۲۳﴾
اس کی طرف جو	انہوں نے عمل کیا	کوئی بھی عمل	تو ہم نے کر دیا اس کو	ایک بکھیرا ہوا غبار

اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ	یَوۡمَئِذٍ	خَیۡرٌ	مُّسۡتَقَرًّا	وَّ اَحۡسَنُ	مَقِیۡلًا ﴿۲۴﴾
جنت والے	اس دن	بہتر ہوں گے	بلحاظ ٹھکانے کے	زیادہ اچھے ہوں گے	بلحاظ آرام گاہ کے

وَیَوۡمَ	تَشَقَّقُ	السَّمَآءُ	بِالۡغَمَامِ	وَنُزِّلَ	الۡمَلٰٓئِکَۃُ	تَنۡزِیۡلًا ﴿۲۵﴾
اور جس دن	پھٹ جائے گا	آسمان	بادلوں کے ساتھ	اور اتارے جائیں گے	فرشتے	جیسے بتدریج اتارے جاتے ہیں

اَلۡمُلۡکُ	یَوۡمَئِذِ	ۣالۡحَقُّ	لِلرَّحۡمٰنِ ؕ	وَ کَانَ	یَوۡمًا عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ عَسِیۡرًا ﴿۲۶﴾ 1380
ساری بادشاہت	اس دن	برحق ہوگی	رحمان کے لئے	اور وہ (دن) ہوگا	کافروں پر ایک سخت دن

وَ یَوۡمَ	یَعَضُّ	الظَّالِمُ	عَلٰی یَدَیۡہِ	یَقُوۡلُ	یٰلَیۡتَنِیۡ
اور جس دن	چبائیں گے	سارے ظالم لوگ	اپنے دونوں ہاتھوں کو	کہتے ہوئے	اے کاش میں نے

اتَّخَذۡتُ	مَعَ الرَّسُوۡلِ	سَبِیۡلًا ﴿۲۷﴾	یٰوَیۡلَتٰی	لَیۡتَنِیۡ	لَمۡ اَتَّخِذۡ
پکڑا ہوتا	ان رسولؐ کے ساتھ	کوئی راستہ	ہائے بربادی	کاش میں نے	نہ بنایا ہوتا

فُلَانًا خَلِیۡلًا ﴿۲۸﴾	لَقَدۡ اَضَلَّنِیۡ	عَنِ الذِّکۡرِ	بَعۡدَ اِذۡ
فلاں کو دوست	بیشک اسی نے گمراہ کیا ہے مجھ کو	اس نصیحت سے	اس کے بعد کہ جب

جَآءَنِیۡ ؕ	وَ کَانَ	الشَّیۡطٰنُ	لِلۡاِنۡسَانِ	خَذُوۡلًا ﴿۲۹﴾
وہ آئی میرے پاس	اور ہے	شیطان	انسان کے لئے	انتہائی دغاباز

نوٹ:1

آیت۔24۔ میں بھی یَوۡمَئِذٍ سے مراد حشر کا دن ہے اور اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ میدان حشر میں جنت کے مستحق لوگوں کے ساتھ مجرمین سے مختلف معاملہ ہوگا۔ وہ عزت کے ساتھ بٹھائے جائیں گے اور روزِ حشر کی سخت دوپہر گزارنے کے لئے ان کو آرام کی جگہ دی جائے گی۔ اس دن کی ساری سختیاں مجرموں کے لیے ہوں گی نہ کہ نیکوکاروں کے لئے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ قیامت کا عظیم الشان اور خوفناک دن ایک مومن کے لئے بہت ہلکا کر دیا جائے گا حتیٰ کہ اتنا ہلکا جتنا دنیا میں ایک فرض نماز پڑھنے کا وقت ہوتا ہے۔ (تفہیم القرآن)۔ آیت میں لفظ مَقِیۡلًا استعمال ہوا ہے جو معنی خیز ہے۔ مادہ ''ق ی ل'' سے ماضی، مضارع اور مصدر قَالَ یَقِیۡلُ قَیۡلُوۡلَۃً بنتا ہے اس کے معنی ہیں ''دوپہر کو آرام کرنا خواہ نیند نہ آئے۔'' اس سے اسم الظرف مَقِیۡلٌ بنتا ہے جس کے معنی ہیں دوپہر کو آرام کرنے یعنی قیلولہ کرنے کی جگہ۔ اب ظاہر ہے کہ آیت میں مَقِیۡلًا سے مراد میدان حشر کی دوپہر میں قیلولہ کرنے کی جگہ ہے۔

آیت نمبر (30 تا 34)

ر ت ل

(س) رَتِلًا: کسی چیز کا اچھے انتظام اور ترتیب میں ہونا۔

(تفعیل) تَرۡتِیۡلًا: کسی چیز کو اچھی طرح ترتیب دینا۔ ادائیگی حروف کا لحاظ رکھ کر کسی کلام خوش اسلوبی سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا۔ زیر مطالعہ آیت 32۔

رَتِّلۡ: فعل امر ہے۔ تو خوش اسلوبی سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھ۔ ﴿وَ رَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِیۡلًا ؕ﴾ (73/المزمل:4) ''اور آپ ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں قرآن کو جیسا ترتیل کا حق ہے۔''

ف س ر

(ن۔ض) فَسْرًا ڈھکی ہوئی چیز کو کھول دینا۔ مراد بتانا۔ واضح کرنا۔

(تفعیل) تَفْسِیْرًا بتدریج اور تسلسل کے ساتھ مراد بتانا۔ زیر مطالعہ آیت۔33

ترجمہ

وَقَالَ	الرَّسُوْلُ	يٰرَبِّ	اِنَّ قَوْمِي	اتَّخَذُوْا	هٰذَا الْقُرْاٰنَ
اور کہیں گے	یہ رسولؐ	اے میرے رب	بیشک میری قوم نے	بنایا	اس قرآن کو

مَهْجُوْرًا (٣٠)	وَكَذٰلِكَ	جَعَلْنَا	لِكُلِّ نَبِيٍّ	عَدُوًّا	مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ
چھوڑا ہوا	اور اس طرح	ہم نے بنایا	ہر نبی کے لئے	ایک دشمن	مجرموں میں سے

وَكَفٰى	بِرَبِّكَ	هَادِيًا	وَّنَصِيْرًا (٣١)	وَقَالَ	الَّذِيْنَ
اور کافی ہے	آپ کا رب	بلحاظ ہدایت دینے والے کے	اور مدد کرنے والے کے	اور کہا	ان لوگوں نے جنھوں نے

كَفَرُوْا	لَوْلَا نُزِّلَ	عَلَيْهِ	الْقُرْاٰنُ	جُمْلَةً	وَّاحِدَةً ۚ	كَذٰلِكَ ۚ
انکار کیا	کیوں نہیں اتارا گیا	انؐ پر	قرآن کو	اکٹھا کیا ہوا	ایک بار	اسی طرح ہے

لِنُثَبِّتَ	بِهٖ	فُؤَادَكَ	وَرَتَّلْنٰهُ	تَرْتِيْلًا (٣٢)
تاکہ ہم جمادیں	اس کے ذریعہ سے	آپؐ کے دل کو	اور ہم نے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا اس کو	جیسا ترتیل کا حق ہے

وَلَا يَاْتُوْنَكَ	بِمَثَلٍ	اِلَّا	جِئْنٰكَ	بِالْحَقِّ
وہ لوگ نہیں لاتے آپؐ کے پاس	کوئی مثال	مگر یہ کہ	ہم لے آتے ہیں آپؐ کے پاس	حق کو

وَاَحْسَنَ	تَفْسِيْرًا (٣٣)	اَلَّذِيْنَ	يُحْشَرُوْنَ	عَلٰى وُجُوْهِهِمْ
اور زیادہ اچھے کو	بلحاظ معنی مراد بتانے کے	وہ لوگ جن کو	اکٹھا کیا جائے گا	ان کے چہروں کے بل

اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ	اُولٰٓئِكَ	شَرٌّ	مَّكَانًا	وَّاَضَلُّ	سَبِيْلًا (٣٤)
جہنم کی طرف	وہ لوگ	زیادہ برے ہیں	ٹھکانے کے لحاظ سے	اور زیادہ گمراہ ہیں	راستے کے لحاظ سے

نوٹ: 1

آنحضرت ﷺ کی یہ شکایت قیامت کے روز ہوگی یا اسی دنیا میں آپ ﷺ نے یہ شکایت فرمائی، ائمہ تفسیر اس میں مختلف ہیں احتمال دونوں ہیں۔ اگلی آیت اس کا قرینہ ہے کہ یہ شکایت آپ ﷺ نے دنیا ہی میں پیش فرمائی تھی جس کے جواب میں آپ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ سنت اللہ ہمیشہ سے یہی رہی ہے کہ ہر نبی کے کچھ مجرم لوگ دشمن ہوا کرتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام اس پر صبر کرتے رہے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ قرآن کو مہجور کر دینے سے مراد قرآن کا انکار ہے جو کفار ہی کا کام ہے۔ مگر بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ جو مسلمان نہ اس کی تلاوت کی پابندی کرتے ہیں نہ اس پر عمل کرتے ہیں، وہ بھی اس حکم میں داخل ہیں۔ رسول ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے قرآن پڑھا (حدیث میں تَعَلَّمَ ہے یعنی سیکھا) مگر پھر اس کو بند کر کے گھر میں معلق کر دیا نہ اس کی تلاوت کی پابندی کی نہ اس

کے احکام میں غور کیا قیامت کے روز قرآن اس کے گلے میں پڑا ہوا آئے گا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کرے گا کہ آپ کے اس بندے نے مجھے چھوڑ دیا تھا۔ اب آپ میرے اور اس کے معاملہ میں فیصلہ فرما دیں۔ (معارف القرآن)

نوٹ:2

آیت۔ 31۔ میں یہ جو فرمایا کہ ہم نے ان کو دشمن بنایا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا قانون فطرت یہی کچھ ہے۔ لہٰذا ہماری اس مشیت پر صبر کرو اور قانون فطرت کے تحت جن حالات سے دوچار ہونا ناگزیر ہے اس کا مقابلہ ٹھنڈے دل اور مضبوط عزم کے ساتھ کرتے چلے جاؤ۔ اس بات کی امید نہ رکھو کہ ادھر تم نے حق پیش کیا اور ادھر ایک دنیا اسے قبول کرنے کے لیے امنڈ آئے گی۔

رہنمائی سے مراد صرف علم حق عطا کرنا ہی نہیں ہے بلکہ تحریک اسلامی کو کامیابی کے ساتھ چلانے کے لیے اور دشمنوں کی چالوں کو شکست دینے کے لیے بروقت صحیح تدبیریں سجھانا بھی ہے۔ اور مدد سے مراد یہ ہے کہ حق اور باطل کی کشمکش میں جتنے محاذ بھی کھلیں، ہر ایک پر اہل حق کی تائید میں کمک پہنچانا اللہ کا کام ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ:3

آیت 32۔ میں کافروں کے اعتراض کے جواب کا مطلب یہ ہے ہم پوری کتاب ایک ہی دفعہ نازل کر سکتے تھے لیکن سوال تمہارے تحمل اور لوگوں کی تربیت کا تھا۔ اس وجہ سے اس کو آہستہ آہستہ اتارا تاکہ تم بھی اس کو برداشت کر سکو اور لوگ بھی اگر سیکھنا چاہیں تو سیکھ سکیں۔ ایک استاد اگر چاہے تو پوری کتاب ایک ہی نشست میں شاگردوں کو سنا دے لیکن کیا اس طرح شاگرد کتاب سے کچھ حاصل کر سکیں گے۔

یہ امر ملحوظ رہے کہ آسمانی کتب میں سے کوئی بھی کتاب بیک دفعہ نہیں نازل ہوئی ہے۔ جن لوگوں نے یہ خیال کیا ہے ان کا خیال ان صحائف سے بے خبری پر مبنی ہے۔ تورات بھی پوری کی پوری بیک دفعہ نازل نہیں ہوئی۔ بیک دفعہ اس کے صرف احکام عشرہ نازل ہوئے ہیں۔ جو الواح میں لکھ کر حضرت موسیٰؑ کو عطا ہوئے۔ لیکن تورات صرف احکام عشرہ ہی پر تو مشتمل نہیں ہے۔ اس میں تو شریعت موسوی کے تمام احکام وقوانین ہیں جو حضرت موسیٰؑ کی پوری زندگی میں درجہ بہ درجہ نازل ہوئے۔ اسی طرح انجیل تمام تر سیدنا مسیحؑ کے مواعظ حکمت پر مشتمل ہے جو مختلف مواقع پر حالات کے تقاضوں کے مطابق آپؑ پر نازل ہوئے اور انہوں نے ان سے اپنی قوم کو انذار کیا۔ اسی طرح زبور حضرت داؤدؑ کی منظوم مناجاتوں پر مشتمل ہے جو وقتاً فوقتاً ان پر القاء ہوئیں۔ غرض یہ خیال بالکل بے بنیاد ہے کہ ان میں سے کوئی کتاب بھی بیک دفعہ نازل ہوئی۔ ایسا ہو بھی کیسے سکتا تھا۔ انبیاء علیہم السلام داعی معلم اور مزکی ہوتے تھے۔ انہیں اپنی قوم کا علاج اور تزکیہ کرنا ہوتا تھا۔ اس فرض منصبی کا فطری تقاضہ یہ تھا کہ وہ اصلاح کی راہ میں تدریج کے ساتھ قدم آگے بڑھائیں اور ہر قدم پر ضرورت کے مطابق ان کو اللہ کی طرف سے رہنمائی حاصل ہو۔ جہاں تک مجھے علم ہے اہل کتاب کے علماء بھی اپنی کسی کتاب کے بیک دفعہ نازل ہونے کے مدعی نہیں ہیں۔ (تدبر قرآن)